لوک کہانی

یہ سبق اپنی زبان کی ایک لوک کہانی پر مشتمل ہے۔ لوک کہانی کسی معاشرے کے افراد میں سنی سنائی جانے والی ایسی کہانی ہوتی ہے جس میں فطرت، انسان اور ماحول کی دوسری تفصیلات کے متعلق روایتوں کو اخلاقی تعلیم و تربیت کی خاطر کہانی کے روپ میں بیان کیا جاتا ہے۔

اس کہانی میں خدا پر ایک کسان کے پختہ یقین کو اس ڈھنگ سے پیش کیا گیا ہے کہ اس سے باہمی ہمدردی اور انسان دوستی کی تصویر کشی ہو جاتی ہے۔

© NCERT not to be republished

S022CH09

خدا کے نام خط

اس وادی کا اکلوتا مکان ایک چھوٹی سی چٹان کے اوپر بنا ہوا تھا۔ وہاں کھڑے ہوکر بہتے ہوئے دریا، مٹر اور چنے کے کھیتوں کو بہ خوبی دیکھا جا سکتا تھا۔ یہ کھیت بڑی عمدہ فصل دیتے تھے۔ اور انھیں جس چیز کی بے حد ضرورت تھی وہ بارش تھی۔

لین شو اپنی زمین اور کھیتوں کے چپّے چپّے سے واقف تھا۔ وہ آج صبح سے بار بار آسمان دیکھے جا رہا تھا۔ اس نے تشویش ناک لہجے میں کہا:

''بی بی! میرا قیاس ہے کہ آج بارش ہوگی۔''

بی بی! نے جو اس وقت کھانا تیار کر رہی تھی، یہ سن کر جواب دیا:

''ہاں، آج کسی بھی وقت بارش ہوسکتی ہے اگر رَب چاہے تو..................''

اُس وقت بڑی عمر کے لڑکے کھیتوں میں کام کر رہے تھے اور چھوٹے بچّے مکان کے نزدیک کھیل رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد بی بی نے انھیں آواز دی:

''آجاؤ، سب آجاؤ، کھانا تیار ہے۔''

جب سب مل کر کھانا کھا رہے تھے تو جیسا کہ لین شو نے قیاس آرائی کی تھی، بارش ہونے لگی۔ بارش کے شفاف قطرے زمین پر برس رہے تھے اور آسمان پر شمال کی جانب سے بادلوں کے پہاڑ چلے آ رہے تھے۔ ہوا بھی تیز تھی۔ لین شو باہر کھیتوں میں نکل گیا۔ اس کا مقصد اس کے سوا کچھ اور نہ تھا کہ بارش سے پیدا ہونے والی ترنگ کو اپنے تن من میں رواں دواں دیکھے۔ جب وہ گھر میں واپس آیا تو جذباتی اور جوشیلی آواز میں بولا:

''جو کچھ اس وقت آسمان سے برس رہا ہے وہ بارش کے قطرے نہیں بلکہ سکّے ہیں، بڑے اور چھوٹے۔''

پھر اس نے بڑے اطمینان سے یہ بھی کہا کہ غلّے کے کھیت اور مٹر کے نئے نئے کِھلے ہوئے پھول بارش کی چادریں اوڑھ کر بہت خوش ہیں۔ ابھی اس نے یہ کہا ہی تھا کہ یک بارگی تند و تیز آندھی اُٹھی پھر بارش کے ساتھ ژالہ باری ہونے لگی۔ اولے واقعی

© NCERT not to be republished

چاندی کے گول گول ڈلوں سے مشابہ تھے۔ بچّوں نے یہ دیکھا تو لپک کر اندر سے باہر آ گئے اور انھیں چُننے میں جُٹ گئے۔ بچّے خوش تھے لیکن ان کا باپ فکرمند ہوکر خود سے کہنے لگا ''اب تو معاملہ بگڑنے لگا ہے، لیکن پھر بھی مجھے امّید ہے کہ سب کچھ بہت جلد ٹھیک ہوجائے گا۔''

لیکن سب کچھ ٹھیک نہیں ہوا اور بہت دیر تک اولے گرتے رہے۔ زمین ایسے سفید ہوگئی، جیسے اس پر نمک کی چادر بچھا دی گئی ہو۔ درختوں پر ایک پتّہ بھی نہ رہا۔ غلّے کے کھیتوں کا ستّیاناس ہوگیا، مٹر کی بیلیں اور پودوں کے تازہ پھول ٹوٹ کر بکھر گئے۔ لین شو پریشان ہوگیا۔ اس نے اپنے بیٹوں سے کہا:

''اگر ان کھیتوں پر ٹڈّی دل نے حملہ کیا ہوتا تو بھی ہمارے پاس اس سے زیادہ بچ رہا ہوتا لیکن اس ژالہ باری نے تو ہمیں مفلس اور قلاش بنا دیا ہے۔ اب ہمارے پاس نہ غلّہ ہے اور نہ سبزی ہے۔ اس سال تو ہمیں فاقے پہ فاقے کرنا ہوں گے۔

وہ تمام لوگ جو وادی کے اس اکلوتے مکان میں رہتے تھے اپنے دِلوں میں ایک ناقابلِ شکست امّید لیے بیٹھے تھے اور ایک اَن دیکھی قوّت پر تکیہ کیے ہوئے تھے۔ وہ اپنے آپ سے کہہ رہا تھا:

''دل چھوٹا مت کرو، ہمّت مت ہارو۔''

''اس میں کوئی شک نہیں کہ سب کچھ تباہ ہوگیا ہے۔ لیکن یاد رکھو کہ بھوک سے کوئی نہیں مرتا۔''

لین شو کے تمام خیالات اپنی آخری امید یعنی آسمانی امداد کے گرد گھومتے رہے۔ اس کو بچپن ہی سے یہ تعلیم دی گئی تھی کہ سب کا پالن ہار بڑا رحیم اور کریم ہے۔ انسان کے دل کی گہرائیوں کی بات جانتا ہے۔

لین شو اپنے کھیتوں میں بیل کی طرح کام کرتا تھا۔ وہ کچھ لکھنا پڑھنا بھی جانتا تھا۔ آئندہ اتوار تک اس نے اپنے آپ کو اس بات کا یہ پختہ یقین دلا دیا کہ ایک ان دیکھی محافظ ہستی موجود ہے۔ اس یقین کے بعد اس نے خدا کے نام ایک خط لکھنا شروع کیا۔

''یا ربّ !''

اگر تو نے میری مدد نہیں کی تو میں اور میرا کنبہ اس سال فاقوں کا شکار ہو جائیں گے۔ اس وقت ایک سو روپیوں کی اشد ضرورت ہے تا کہ میں کھیتوں کی حالت دوبارہ ٹھیک کر سکوں اور ان میں بُوائی کر سکوں اور نئی فصل کی کٹائی تک زندہ بھی رہ سکوں کیوں کہ ژالہ باری نے ساری فصل تباہ کر دی ہے۔''

لفافے پر پتے کی جگہ اس نے یہ الفاظ لکھے:

''یہ خط خدا کو ملے''

اس کے بعد اس نے لفافے کو بند کیا اور غم گین دل کے ساتھ شہر کی طرف چل دیا۔ ڈاک خانے پہنچ کر اس نے ٹکٹ خریدے، لفافے پر چپکائے اور لفافہ سپردِ ڈاک کر دیا۔

اس ڈاک خانے کے ایک ڈاکیے نے جو خطوں کی تقسیم کے ساتھ ان کی چھٹائی کا کام کیا کرتا تھا، ہنستے ہوئے یہ لفافہ اپنے افسر کو پیش کر دیا۔ اپنی ساری ملازمت کے دوران اس نے اِس پتے پر کبھی ڈاک نہیں پہنچائی تھی۔ پوسٹ ماسٹر ایک خوش مزاج اور دردمند دل کا آدمی تھا وہ بھی اس لفافے کو دیکھ کر بے اختیار ہنسنے لگا لیکن قہقہوں کے درمیان وہ یک بارگی، خاموش اور سنجیدہ ہو گیا۔ اس نے لفافہ میز پر رکھ دیا اور کہنے لگا:

''واہ، واہ! کیا پختہ ایمان ہے، کاش مجھے بھی ایسا ایمان نصیب ہوتا اور میں بھی ایسے ہی یقین کا حامل ہوتا۔ کیا بات لکھنے والے کی جس نے ایک پختہ امید پر خدا سے خط و کتابت شروع کر دی، واہ، وا۔''

پھر اس نے سوچا ایسے پختہ ایمان اور امید کو پاش پاش کرنا اچھا نہیں۔ اس نے اپنے ماتحتوں کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ خط پڑھا جائے اور اس کا جواب دیا جائے۔ جب لفافہ چاک کیا اور خط پڑھا تب اندازہ ہوا کہ اس خط کا جواب کاغذ، قلم، دوات، روشنائی، دردمندی اور نیک دلی سے کچھ زیادہ کا طلب گار ہے۔ اس نے اپنے ماتحتوں کو ساری بات بتا کر چندے کی درخواست کی اور خود بھی ایک اچھّی خاصی رقم پیش کی۔ اس کے عملے نے اس کارِ خیر میں حسبِ توفیق ہاتھ بٹایا۔

لین شو نے جس قدر رقم طلب کی تھی اتنی تو جمع نہ ہو سکی پھر بھی اس کے نصف سے کچھ زیادہ کا انتظام ہو گیا۔ پوسٹ ماسٹر نے تمام نوٹ ایک لفافے میں بند کیے پھر اس پر لین شو کا پتہ تحریر کیا اور ایک چٹھی لکھ کر لفافے میں رکھ دی جس پر دست خط کے طور پر صرف اتنا لکھا تھا۔

''خُدا''

© NCERT not to be republished

اگلے اتوار کو پھر لین شو ڈاک خانے میں آیا اور پوچھا کہ کیا اس کے نام کوئی خط آیا ہے؟ پوسٹ ماسٹر نے لین شو کا خط اس کے حوالے کیا اور اس کارِ خیر کے انجام دینے پر ایک طرح کی خوشی محسوس کی۔ اس کے بعد وہ دروازے کی دراز سے لین شو کی کیفیات دیکھنے لگا۔ اس نے دیکھا کہ نوٹ پا کر لین شو کو کوئی حیرت نہیں ہوئی ہے۔ اس کو تو جیسے اس بات کا پختہ یقین تھا کہ یہ رقم تو اس کو ملنے ہی والی ہے۔ پھر جب اس نے رقم گن لی تو بگڑ گیا اور بڑبڑانے لگا۔

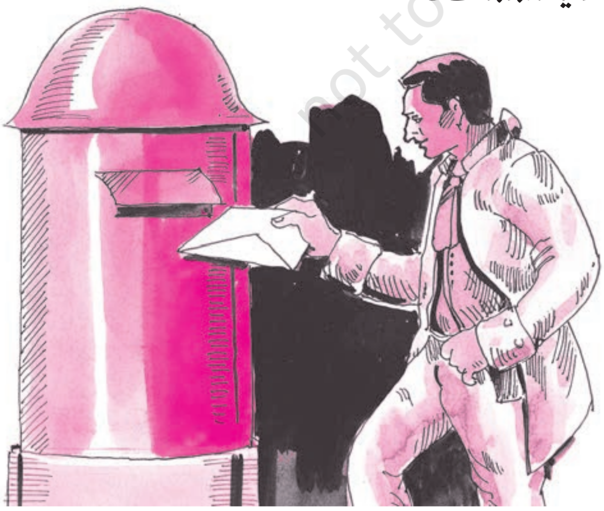

''خُدا نے تو ہرگز ایسی غلطی نہیں کی ہوگی اور نہ اُس کے پاس اس چیز کی کمی ہے جو میں نے اس سے خط کے ذریعے طلب کی تھی۔ وہ تو اس سے بھی زیادہ دے سکتا ہے۔''

پھر کچھ سوچ کر ڈاک خانے کی کھڑکی پر گیا، کاغذ قلم طلب کیا اور پھر خط لکھنے بیٹھ گیا۔ اس کی پیشانی پر ابھرنے والی لکیریں بتا رہی تھیں کہ وہ جملے بنانے کے لیے اپنے ذہن کو بُری طرح ٹٹول رہا

ہے۔اسی کیفیت میں اس نے خط بہ مشکل پورا کیا اور اچھی طرح دیکھ بھال کے اسے لفافے میں بند کیا پھر ٹکٹ خریدا اور اس کو ایک زوردار مکّے کے ساتھ بند کردیا۔

پھر جیسے ہی خط لیٹر بکس میں گرا تو ڈاکیے نے فوراً ہی اسے نکال لیا۔خط پڑھا گیا، اس میں لکھا تھا۔

"یاربّی !"

جو رقم میں نے طلب کی تھی، اس میں سے مجھے صرف ستّر روپے ہی ملے ہیں ۔ باقی رقم بھی فوراً ارسال کریں۔ مجھے اس کی شدید ترین ضرورت ہے۔لیکن اب باقی رقم ڈاک کے ذریعے ہرگز نہ بھیجیں کیونکہ اس ڈاک خانے کے ملازمین بے ایمان اور بددیانت ہیں۔"

(گریگور یولو پیز فو آنتے)

© NCERT not to be republished

مشق

● معنی یاد کیجیے:

قیاس	:	اندازہ
شُدبُد	:	سمجھ
شفّاف	:	صاف
ترنگ	:	جوش،خوشی
قلّاش	:	غربت
پاش پاش کرنا	:	ٹکڑے ٹکڑے کرنا
کارِخیر	:	نیک کام
بددیانت	:	بے ایمان

غور کیجیے:

☆ نقصان ہوجانے کے باوجود انسان کو ہمّت نہیں ہارنا چاہیے اور نہ ہی نا امید ہونا چاہیے۔

سوچیے اور بتائیے:

1۔ لین شو نے بی بی سے کیا قیاس آرائی کی؟
2۔ لین شو بارش میں کھیتوں کی طرف کیوں گیا؟
3۔ ژالہ باری سے کیا نقصانات ہوئے؟
4۔ لین شو نے خدا کے نام خط میں کیا لکھا؟
5۔ لین شو نے لفافے پر کیا پتہ لکھا؟
6۔ پوسٹ ماسٹر نے لین شو کا خط پڑھنے کے بعد کیا کیا؟
7۔ لین شو نے پہلے خط کا جواب ملنے کے بعد دوسرے خط میں خدا کو کیا لکھا؟

© NCERT not to be republished

نیچے لکھے ہوئے لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

اکلوتا ملازمین نیک دلی پختہ یقین تکیہ کرنا پالن ہار

نیچے لکھے ہوئے لفظوں کے متضاد لکھیے:

نزدیک تیز شکست پختہ موجود شہر

واحد کی جمع لکھیے:

مکان چادر روح سبزی افسر خط

عملی کام:

☆ خدا کے نام لکھے گئے لین شو کے خطوں کو اپنے الفاظ میں لکھیے۔